دینی و روحانی قدروں کا نقیب
المعین
ابود خورشید و ماهی
تیاں را روشنائی
انجمن اشاعت اسلام مسجد مہاجرین چک ۵/۱۱-ایل براستہ ہڑپہ (ساہیوال)

ماہ رجب المرجب میں
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں
"المعین" ایک خصوصی نمبر شائع کر رہا ہے
ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد سے آگاہ کریں۔
اہل قلم حضرات اپنے مضامین نظم و نثر بھجوائیں۔
اشتہارات کے ذریعہ تعاون فرمائیں۔
نوٹ: سالانہ خریداروں کو خصوصی نمبر مفت ارسال کیا جائے گا۔ لہذا "المعین" کے آج ہی خریدار بن جائیے۔
سالانہ چندہ: ۲۰ روپے ، فی پرچہ: ۲ روپے ، خصوصی نمبر: ۵ روپے
ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ
قاسم رضوی مدیر "المعین" مسجد مہاجرین چک ۵/۱۱-ایل براستہ ہڑپہ ساہیوال
رابطہ آفس: جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد نئی آبادی ساہیوال
وَاللہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ
انگریزی ادویات کا ارزاں اور قابل اعتماد ادارہ
فریدی کارپوریشن
ہول سیل میڈیسن ڈیلر
خالد سٹریٹ نزد ڈاکٹر میجر غلام رسول ساہیوال
پروپرائٹر: یکے از خدام پیر طریقت ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ
احمد علی فریدی

۸۶/۹۲

ھوالمعین

روحانیت کا براڈ کاسٹنگ اسٹیشن

اولیائے عظام کا سرکاری گزٹ ○ دینی، مذہبی اور اصلاحی قدروں کا نقیب

سلسلہ اشاعت ۷

بیادگار

حضرت خواجۂ خواجگان، رہبر کاملاں سلطان الہند غریب نواز غوث زمن حضرت خواجہ **معین الدین حسن چشتی اجمیری** رحمۃ اللہ علیہ

زیر کرم
زبدۃ العارفین فخر الصالحین
حضرت صوفی میاں
احمد دین چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ
قبولہ شریف

المعین

زیر التفات
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت صوفی
عبدالستار چشتی نظامی
مدظلہ العالی

تاریخ اشاعت
جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۰۴ھ
مطابق فروری سنہ ۱۹۸۴ء

مدیر: **قاسم رضوی**
خاکپائے اولیاء اللہ

سالانہ زرتعاون ۲۰ روپے
فی کاپی ۲ روپے

المعین - ایک نظر میں

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ: **قاسم رضوی** مدیر "المعین" مسجد مہاجرین چک ۵/۱۱-ایل گگھڑانوالہ براستہ ہڑپہ تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک محبوب عمل ہے

نماز کا فریضہ ساری عبادتوں سے وہ اہم ترین فریضہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بے حد محبوب ہے۔ حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی صرف سرمایہ داروں پر فرض ہے۔ غرباء پر فرض نہیں جبکہ نماز امیر غریب شاہ و گدا سب پر پانچوں وقت بلاناغہ فرض ہے، پھر نماز سفر ہو یا حضر، گرمی ہو یا سردی، صحت ہو یا بیماری، خطرہ ہو یا امن ہر حال میں فرض ہے۔ بخلاف روزہ کے وہ مسافر پر نہیں اور حج خطرہ کی صورت میں فرض نہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز کا عمل اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبوب اور پیارا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کو کون سا عمل زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا اپنے وقت میں نماز پڑھنا۔

(رواہ بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف ص۵۸)

اللہ کو نماز اس قدر محبوب ہے کہ اس نے سب احکام زمین پر فرض فرمائے مگر جب نماز کا وقت آیا تو اپنے محبوب کو اپنی بارگاہ میں بلا کر آپ کی امت پر نماز کا فریضہ تحفتہً عطا فرمایا۔ مگر افسوس ہم نے اللہ کے اس محبوب عطیہ کی قدر نہ کی۔ پانچوں وقت کی اذانیں مساجد سے بلند ہوتی ہیں مگر کیا اس وقت ہمارا مسجد کی طرف دھیان جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اللہ کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ افسوس ہے ہماری مسلمانی پر۔ اس لئے کہ نماز مومن کی ظاہری علامت ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لِكُلِّ شَيْءٍ عَلَمٌ وَعَلَمُ الْإِيمَانِ الصَّلٰوةُ

ہر چیز کی علامت ہوتی ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے

(مینتہ المصلی ص۲)

ادارہ

تعلیماتِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

سیرتِ مبارکہ

ہندوستان کے مشہور محقق اور ادیب ڈاکٹر ظہور الحسن شارب لکھتے ہیں :

" خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سنّت رسول کے پابند تھے۔ آپ فنافی الرسول کے درجے پر پہنچ گئے تھے۔ آپ سارا وقت ریاضت، مجاہدہ اور عبادت میں گزارتے تھے۔ زیادہ تر باوضو رہتے۔ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ دن رات میں دو قرآن مجید ختم کرتے تھے۔" —— نیز لکھتے ہیں :

" آپ اپنے مریدوں کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ اپنے پاس والوں کا آپ کو بہت پاس تھا۔ آپ اپنے مریدوں کی حمایت پر آمادہ رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ "معین الدین! اس وقت تک جنّت میں قدم نہیں رکھے گا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو قیامت تک کے سلسلے میں ہونگے جنّت میں نہ لے جائے گا"

آگے چل کر لکھتے ہیں :

" آپ حالتِ استغراق میں رہتے، آنکھیں بند رکھتے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ آنکھیں کھولتے۔ اس وقت آپ کی یہ حالت ہوتی کہ جس شخص پر بھی آپ کی نظر کیمیا اثر پڑ جاتی وہ چشم زدن میں، ولیٔ کامل بن جاتا" —— (معین الہند ص ۱۰۸)

سچ فرمایا علامہ اقبال نے

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اللہ کریم ہمیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

***

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (القرآن)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے

(ترجمہ اعلیٰحضرت)

تاثرات

--*-*-*-*-*-*-*-*

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں اس وقت زیرنظر المعین کا ساتواں شمارہ ہے۔ پرچے کی مقبولیت کا اندازہ دفتر میں روزانہ آنیوالے درجنوں خطوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی قلیل عرصہ میں "المعین" کا مقبولیت عامہ اختیار کر لینا محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، سالار چشتیاں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ خواجگان چشت کی روحانی توجہات کا نتیجہ ہے نیز آپ حضرات کی خصوصی دلچسپی اور تعاون نے جس طرح میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے اس کے لئے میں تہہ دل سے آپ کا شکرگزار ہوں۔

بعض ایسے اہل دل حضرات ہیں جنہوں نے خصوصی عطیہ کے ساتھ اشاعت اسلام میں اپنا حصہ ادا کیا ہے۔ بعض ایسے حضرات ہیں جنہوں نے اپنے ہاں ایجنسی قائم کر کے خدمت دین کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے حلقہ اثر میں کچھ نئے خریدار فراہم کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ لہٰذا میں ان مخیّر اور دردمند حضرات کا تذکرہ کئے بغیر رہ نہیں سکتا جو "المعین" کی اشاعت بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اس خلوص اور محبت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

- مشتاق احمد صاحب دوکاندار ۱۰۰ روپے
- متعلم محمد ضیاء القدسی معرفت صاحبزادہ محمد امین صاحب سیالوی محمدی شریف ضلع جھنگ ۱۰۰ روپے
- محمد سعید انجم / شاہد الیکٹرک سٹور ڈہرکی ضلع سکھر (ہر ماہ) ۱۰ پرچے
- سید منظور علی شاہ صاحب / شاہ بک ڈپو لیاقت بازار پشاور (ہر ماہ) ۵ پرچے

- مولانا ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری بازار سہنسہ ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر) (ہر ماہ) ۱۰ پرچے
- سید محمد سرور / ٹاپسٹ کلرک کوکا کولا فیکٹری سیالکوٹ کینٹ (") ۱۵ پرچے
- نیک احمد نعیمی گکھڑہ گلی تحصیل مری ضلع راولپنڈی (") ۱۵ پرچے
- ابوالحسن شمس القادری دفتر ایکسیئن بلڈنگ ڈویژن نزد تھانہ صدر بہاولپور (") ۶ پرچے
- سید حفیظ علی شاہ صاحب / المعین ریڈیو سنٹر جناح چوک ساہیوال (ہر ماہ) ۱۲ پرچے
- مشتاق احمد صاحب دکاندار چک ۵/۱۱۔ ایل " ۵ پرچے
- محمد انور صاحب دوکاندار چک ۵/۱۱۔ ایل " ۵ پرچے
- حضرت مولانا مفتی عبدالرسول صاحب منصور مہتمم جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال " ۲۵ پرچے
- مشتاق احمد صاحب زرگر جنت مارکیٹ سوڑی گلی ساہیوال (ہر ماہ) ۱۲ پرچے
- سید محمد عبداللہ صاحب قادری واہ کینٹ " ۱۰ پرچے
- صاحبزادہ محمد امین صاحب سیالوی محمدی شریف (جھنگ) " ۵۰ پرچے
- صوفی نذیر احمد صاحب طاہر یوسفی اڈہ چک ۶/۱۱۔ ایل ساہیوال سالانہ ۴ خریدار
- صاحبزادہ محمد آصف مسکینی شہدادپور ضلع سانگھڑ " ۶ خریدار
- حضرت صوفی عبدالستار صاحب چشتی نظامی " ۵۰ خریدار
- حاجی عبدالرؤف چشتی نظامی لکی مروت ضلع بنوں " ۱ خریدار
- محمد سلیمان صاحب مسرور چشتی نظامی چک ۱۳/گ ب (کمالیہ) " ۳ خریدار
- عبدالستار صاحب / ایگرو ایڈز جی۔ٹی روڈ ہڑپہ سٹیشن " ۳ خریدار
- ڈاکٹر عبداللطیف فریدی صاحب / حسن آئی ہسپتال ساہیوال " ۱ خریدار
- محمد انور صاحب دوکاندار چک ۵/۱۱۔ ایل " ۳ خریدار
- مولانا خواجہ نور محمد صاحب اونچی مسجد محلہ حیدری ساہیوال " ۱ خریدار
- عاشق علی ولد حسین علی چک ۹۰/۶۔آر ساہیوال " ۱ خریدار
- حضرت مولانا مفتی عبدالرسول صاحب منصور مہتمم مدینہ مسجد ساہیوال " ۲ خریدار
- حافظ سیالوی صاحب چیئرپڑی میرپور (آزاد کشمیر) " ۱ خریدار

(جاری ہے)

درس قرآن
مسلسل

سورۂ فاتحہ

إِيَّاكَ نَعْبُدُ

خاص تجھی کو پوجیں

تفسیر گزشتہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ بیان کیا اور ان صفات کے ذریعہ رب کی پہچان کرائی گئی۔ اس آیت میں بندے کا تعارف کرایا۔ گویا اب معرفت عبودیت کا ذکر ہے کہ بندہ بندگی سے ہے۔

مفہوم عبادت علمائے کرام نے عبادت کی دو تعریفیں بیان کی ہیں (۱) کسی کو خالق یا خالق کا حصہ دار مان کر اس کی اطاعت کرنا عبادت کہلاتا ہے۔
جب تک کسی کی اطاعت اس نیت سے نہ ہو کہ وہ خالق یا اس کا حصہ دار ہے تو عبادت نہیں ہے
(۲) نہایت درجہ تعظیم کے لئے جان و دل سے اظہار عجز کرنا عبادت کہلاتا ہے۔ لائق عبادت اور مستحق بندگی وہی ذات و برکات ہوگی جو غایت درجہ کی عظمت و جلال، خوبی و کمال اور اشیائی جود و نوال کے ساتھ متصف ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور درجہ اور مرتبہ وہم و گمان میں نہ آسکے۔
جو ان خوبیوں کا مالک نہ ہو اس کے سامنے اس درجہ کا تذلل بے سود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے شرک کو ظلم عظیم کہا ہے۔

"نعبُدُ" جمع کا صیغہ لانے میں حکمت یہ ہے کہ عابد یہ نہ سمجھ لے کہ میں اکیلا ہی عبادت گزار ہوں بلکہ میری طرح کروڑوں مخلوق اس کی عبادت کر رہی ہے۔ نیز اپنے آپ کو اور مقبول بندوں کے ساتھ ملا کر پیش کرے کہ مقبولیت نصیب ہو۔ "ایاک" کو "نعبُدُ" پر مقدم لانے میں یہ حکمت ہے کہ عابد کا یقین ہو کہ عبادت صرف اس کی رضا کیلئے ہے کسی اور غرض کے لئے نہیں ہے۔ گویا مقصود حقیقی رضائے مولا ہی ہے۔ — اللہ کریم ہماری ٹوٹی پھوٹی عبادتوں کو اپنی بارگاہ میں مقبولین کے صدقہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

درسِ حدیث

مومن کون؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ النَّاسَ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

(مسند احمد ص۲۷۲ ج ۳)

ترجمہ: تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوگا جب تک وہ اور لوگوں کیلئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

چونکہ انسانی برادری کی حیثیت سے ہر انسان پر ہر انسان کے حقوق ہیں جنہیں پورا کرنا مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ اسی فریضہ کے تحت مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ جس چیز کو ایک مسلمان سچائی اور نیکی جانتا ہے اس کا انسانی برادری پہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس سچائی اور نیکی سے دوسرے افراد کو بھی آگاہ کرے۔ یہ اخلاق اسلام کی وہ مقدس تعلیم ہے جو انسانی برادری کے لئے ہر قسم کے حقوق کی بنیاد ہے۔ دوسروں کے لئے وہی چاہا جائے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔

اس حدیث کی اہمیت و جامعیت مسلمانوں کے لئے محدود نہیں بلکہ کافروں اور جانوروں تک وسیع ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے اس تعلیم کی پیروی میں یہودی اور عیسائی پڑوسیوں کا حق بھی مسلمان پڑوسیوں ہی کی طرح مانا ہے۔ نیز اسلام کا یہ عام فیصلہ ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے تمام صدقات غیر مسلموں کو بھی دئے جا سکتے ہیں۔ عہد نبوت میں اس کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اس حدیث پاک میں انسانیت کی بھی قید نہیں ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کا قصہ بیان فرمایا۔ جس نے ایک جانور کے ساتھ نیک سلوک کیا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے میں ثواب ہے فرمایا ہاں! غرضیکہ جو نیک اور با اخلاق فعل اپنی جان کے لئے باعث منفعت و مسرت سمجھا جائے وہی دوسروں کے لئے بھی سمجھا جائے یہ ہے اسلام کی تعلیم اخلاق۔

پیرزادہ حمید صابری

بادۂ رحمت

اب مری آنکھوں میں روشن ہے جمالِ شاہِ دیں
روشنی ہے روشنی ہے اب کہیں ظلمت نہیں

مل گیا تاریک ذرّوں کو بھی نورانی لباس
جلوہ گستر جب ہوا فاران پر نورِ مبیں

چھا گیا ہے صبح کے شیدا پہ راتوں کا فسوں
جھک رہی ہے کفر کے در پر مسلماں کی جبیں

صابرِ دوراں کے جلوے ہیں متاعِ زندگی
مطمئن ہے حزن کی راتوں میں بھی چشمِ حزیں

مجھ کو آتے ہیں مدینے سے مسرّت کے پیام
میں کبھی اندوہ میں ہوتا نہیں اندوہگیں

رات کے طوفاں سے رُک سکتے نہیں میرے قدم
میں لئے پھرتا ہوں دل میں نیّرِ صبحِ یقیں

اب کلام اللہ کے حرفوں میں ہے شر کا علاج
اب کوئی خیر الوریٰ دنیا میں آ سکتا نہیں

یا محمد تا بہ منزل دستگیری کیجئے
زلزلوں کی رہگذر ہے آرزوؤں کی زمیں

پی رہا ہوں تشنگی میں زحمتوں کی تلخیاں
بادۂ رحمت عطا ہو رحمتہً للعالمیں

یہ تمنّا ہے کہ سجدے سے نہ اٹھے تا حیات
جب جھکاؤں سرورِ عالم کی چوکھٹ پر جبیں

شاعرِ آشفتہ دل بھی حاضرِ دربار ہے
فکرِ دنیا سے چھڑا لو اس کو اے سلطانِ دیں

آنسوؤں کے گرم پانی سے وضو کر کے حمید
میں کیا کرتا ہوں فکرِ نعتِ ختم المرسلیں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

مدینہ منورہ میں لیلۃ القدر

رشحات قلم: علامہ مولانا مفتی عبدالرسول صاحب منصور میانوالوی جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد میانوالی

بخت نے یاوری کی۔ خاکسار کو زندگی میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر میں قدرت نے رمضان المبارک نصیب فرمایا، مدینہ منورہ کے رمضان کے کیا کہنے! حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ "مدینے کا رمضان مدینے کے علاوہ ہزار رمضانوں سے افضل ہے۔" خاکسار کو رمضان المبارک بھی نصیب ہوا اور لیلۃ القدر بھی۔

آج رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے۔ صحن حرم پروانوں سے لبالب بھرا ہوا ہے مسجد نبوی میں شبینہ پڑھا جا رہا ہے۔ خوش الحان قاری باری باری کلام مقدس کی تلاوت سے سامعین کے دل خدائے ذوالجلال کے جلال و جمال کی عظمتوں سے معمور کر رہے ہیں۔ کیف و سرور کا عالم ہے۔ مستی و بے خودی کا دور دورہ ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ قدسیانِ بالا کی آمد سے پورے حرم پاک پہ نور کی چادر تنی ہوئی ہے۔ رحمتِ خداوندی حاضرین کو اپنی آغوش میں لئے مغفرت و بخشش کی نوید سنا رہی ہے۔ خاکسار حرم پاک میں نمازِ عشاء اور تراویح ادا کرنے کے بعد پلکوں پہ احسان مندی و تشکر کے آنسو سجائے بابِ جبریل سے نکل کر بیت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں سے گنبدِ خضریٰ صاف دکھائی دے رہا ہے۔ گنبدِ پاک کا پُرنور مینار عجب سماں دکھا رہا ہے۔ لوگ قرآن پڑھنے اور سننے میں مصروف ہیں۔ حرم پاک میں نصب لاؤڈ سپیکر کے ہارنوں سے حسین و دلنواز صدائیں اٹھ رہی ہیں۔ ربّ ذوالجلال کی عزتوں، عظمتوں اور قدرتوں کے ایمان افزا ترانے الاپے جا رہے ہیں مگر خاکسار ہے کہ گنبدِ خضریٰ پہ نظریں جمائے مکینِ گنبدِ خضریٰ کی عظمتوں کے بحرِ بے کنار میں غواصی کر رہا ہے ؎ میں گنبدِ خضریٰ کی طرف دیکھ رہا ہوں

کوثر میرے نزدیک یہ معراجِ نظر ہے

کیسی نرالی عبادت ہے، کتنی عظیم ریاضت ہے اور کتنا حسین نذرانۂ عقیدت ہے

جو ایک عقیدت مند بارگاہ حسن و ناز میں پیش کر رہا ہے۔ خدائے ذوالجلال قبولیت سے نوازے۔
خاکسار اسی کیفیت سے سرشار اور اسی عبادت میں مستغرق تھا کہ شبینہ ختم ہوا اور حرم پاک سے تہجد کی اذان گونجنے لگی۔ معاً مجھے چودہ سو سال قبل حرم نبوی میں گونجنے والی سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی اذان کا تصور آنے لگا۔ کون سے خواب میں ہے محو تو اے روح بلال

گونج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے مجاز

بارگاہِ حُسن و ناز میں پروانوں کا ہجوم

؎ ایک بیدمؔ ہی نہیں تیار مرنے کے لئے
جو ترے کوچہ میں ہے اے جاں کفن بردوش ہے

خاکسار خدائے قدوس کے فضل اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے ریاض الجنۃ میں نماز عصر ادا کرنے کے بعد منبر رسول پہ نظریں جمائے ہوئے ہے اور اس حسین تصور میں کھڑا ہوا ہے کہ وہ وقت کتنا حسین ہوگا جب خاتم الانبیاء اس پہ جلوہ فرما ہوں گے۔ صحابہ سے مخاطب ہوں گے، زبان حق ترجمان سے علم و حکمت کے گوہر بے بہا جھڑ رہے ہوں گے۔ یارانِ مصطفےٰ سراپا گوش بنے حبیب خدا کے کلام اور ان کے جمال جہاں آرا سے فیض یاب ہو رہے ہوں گے صحن حرم فرزندان توحید سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ مسجد نبوی درود و سلام، اور تلاوت قرآن کی پرکیف صداؤں سے گونج رہی ہے۔ زبان، لہجوں، رنگتوں، لباسوں، صورتوں کے اختلاف کے باوجود وحدت نظر آ رہی ہے اور وہ وحدت فکر و عمل کی ہے۔ ایمان و اسلام کی ہے

نماز سے فراغت کے بعد مواجہہ اقدس پہ حاضری کی سعادت اور روح کائنات سید البشر خواجہ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پہ درود و سلام کی سوغات بھیجنے کے لئے زائرین کا ہجوم نظر آ رہا ہے۔ داتائے کائنات کی چوکھٹ پہ سائلوں کا میلہ لگا ہوا ہے۔ یہ دیکھیں سامنے روضۂ رسول کی سنہری جالی ہے۔ ؎

جنت جن کو کہتے ہیں وہ میری دیکھی بھالی ہے
سبز سبز گنبد ہے اور سنہری جالی ہے

عشاق کی نگاہیں اس سوراخ پہ مرکوز ہیں، جس کے بالمقابل بہارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس ہے اور زائرین اس نظریہ سے نظریں جمائے کھڑے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہر غلام کی حاضری کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور ہمارا درود وسلام اپنے گوش مبارک سے سماعت فرمارہے ہیں۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ زائرین یا کس قدر بلند اقبال ہیں وہ محبین جنہیں سرکار کی عالی جناب سے وعلیک السلام کی نوید مل رہی ہے۔ میرے پیارے اللہ! انہیں قبولانِ بارگاہِ رسول کے صدقہ میں خاکسار کی حاضری کو بھی شرف قبولیت نصیب فرما! ذرا توجہ فرمائیں، در رسول پہ کیا ہو رہا ہے، عشاق کا ہجوم ہے، پروانوں کا جمگھٹا ہے، دیوانوں کا ڈیرا ہے۔ درود وسلام کے کیف زا نغمات ہیں۔ ان کے ضمن میں درد بھری آہیں ہیں، سسکیاں ہیں، آرزوئیں ہیں، مچلتے جذبات ہیں، اشکوں کی برسات ہے۔ رحمت ورافت کا سمندر موجزن ہے۔ جس میں سیاہ کاروں کی سیاہ کاریاں دھل رہی ہیں۔ دریائے کرم پوری آب و تاب سے بہہ رہا ہے۔ مختلف زبانوں اور لہجوں میں معروضات پیش کی جارہی ہیں۔ اپنی مشکلات مشکلکشا کے حضور حاضر کی جارہی ہیں۔ اپنی دکھ بھری داستانیں اپنے مونس وغمخوار کو سنائی جارہی ہیں اور کسی کو خیال تک نہیں آرہا کہ حبیب خدا تو عربی ہیں اور ہم عجمی زبانوں میں اپنی گذارشات پیش کر رہے ہیں۔ خیال آئے بھی تو کیسے، کیا سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم صرف عالم عرب کے رسول ہیں؟ نہیں ایسا نہیں بلکہ ان کی شان تو یہ ہے:

یایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً

اے منطقۂ ارض سے تعلق رکھنے والے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں

انی ارسلت الی الخلق کافۃ

میں ساری کائنات کا رسول بن کر آیا ہوں

مانگیں گے، مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے حاجت اگر کی ہے

(جاری ہے)

تکبّر

حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کی ادائیگی بے حد ضروری ہے بلکہ اسلام میں مخلوق خدا کے حقوق کی نگہداشت کو اہم ترین عبادت قرار دیاگیا ہے، مگر افسوس اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ "حقوق العباد" کی ادائیگی کس قدر اہم ہے۔ انشاء اللہ استاذالعلماء حضرت علامہ مفتی ابوالظفر منظور احمد صاحب مدظلہٗ ہر ماہ اس بارہ میں کتاب وسنت کی روشنی میں گفتگو فرمایا کریں گے۔ حضرت علامہ مفتی صاحب نے حقوق العباد اور صلہ رحمی کی ادائیگی کے لئے سب سے اہم اور بنیادی بات یہ بتائی ہے کہ انسان متکبر نہ ہو، کیونکہ متکبّر آدمی صلہ رحمی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا سب سے پہلے حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے تکبّر کی مذمت میں درج ذیل ایمان افروز مضمون تحریر فرمایا۔

(ادارہ)

تکبر اللہ تعالےٰ کی خاص صفت ہے۔ کسی مخلوق کو لائق نہیں جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ

(یعنی بادشاہ نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا اور تکبّر والا)

حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

الکبریائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فیھما ادخلتہ النار

"یعنی بڑائی میرے اوپر کی چادر ہے، عظمت کمر کی چادر ہے پس آدمی جو آدمی ان کے بارہ میں مجھ سے جھگڑے گا میں اسے آگ میں ڈالوں گا"۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مقدسہ میں یہی کہا جاسکتا ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

یعنی حضور علیہ السلام مخلوق میں سب سے عظمت والی ہستی ہیں۔ بلکہ ساری رفعتیں، عظمتیں اور بلندیاں جھک کر آپ کی عظمت کو سلام کرتی ہیں مگر تواضع وانکساری کا یہ عالم کہ "انما انا بشرٌ مثلکم" فرمایا کہ میں تم جیسا ایک انسان ہوں — یہ دنیا والوں کے لئے ایک سبق تھا کہ انسان جس قدر بھی بلند مرتبہ پر فائز ہوجائے اسے عجز وانکساری کا دامن ہاتھ سے نہیں

چھوڑنا چاہیئے۔ ایک موقعہ پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من تواضع للہ رفعہ اللہ (جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے) سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا فرماتے تو کہتے اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکیناً واحشرنی فی المساکین ۰ (یعنی یا اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ، مسکینوں میں موت دے اور قیامت کے روز مسکینوں میں اٹھا) گویا اللہ کو متکبر پسند نہیں عجز پسند ہے۔ دیکھئے! عزازیل معلم الملائکہ ہونے کے باوجود راندۂ درگاہ ہوگیا کیونکہ اس نے تکبر اختیار کیا جبکہ دوسری طرف ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام نے جنت سے نکلنے کے بعد اللہ کے حضور " ربنا ظلمنا انفسنا " کہہ کر اپنی عجز و انکساری کا اظہار فرمایا اور اپنی خطا پر مسلسل تین سو سال تک گریہ فرماتے رہے اور استغفار کرتے رہے۔ اللہ کو سیدنا آدم علیہ السلام کی عاجزی اس قدر پسند آئی کہ آپ کی نہ صرف خطا معاف ہوئی بلکہ آپ کے سر پر خلافت کا تاج بھی رکھ دیا گیا۔

ایک دہقانی مثال پیش کی جاتی ہے جس سے مسئلہ بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ حقہ کو ملاحظہ کیجئے اس کی دو رشاخیں (نڑیاں) ہوتی ہیں۔ ایک جھکی ہوئی دوسری اکڑی ہوئی۔ اول الذکر شاخ (نڑی) کو ہر ایک منہ لگاتا ہے جبکہ دوسری کے سر پر آگ رکھی جاتی ہے گویا تکبر کا نتیجہ آگ ہے سچ ہے ؎

پھل دار جو درخت ہیں اٹھاتے وہ سر نہیں
سرکش وہ درخت ہیں جن کو ثمر نہیں

(جاری ہے)

بقیہ: خبرنامہ

راولپنڈی: مجھے جناب علامہ محمود احمد قادری صاحب (انڈیا) کی شائع کردہ کتاب " تذکرۂ علمائے اہلسنت " اور گزشتہ سال ماہنامہ " استقامت " کانپور (انڈیا) کا مفتی اعظم نمبر کی اشد ضرورت ہے۔ جن صاحب کے پاس ہوں اطلاع کریں قیمتاً لینے کے لئے تیار ہوں۔

محمد احسان الحق۔ ۱۲۷ ملت کالونی راولپنڈی

اخلاص

تحریر؛ مولانا شمس الدین نقشبندی خطیب چک ۴۳/۵۔ ایل

اخلاص کا مطلب ہے عبادت خدا (صدقہ خیرات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ) صرف اور صرف رضائے خدا کے لئے کی جائے عبادت نہ تو کسی چیز سے ڈر کر کی جائے اور نہ ہی کسی چیز کے لالچ کی خاطر ہو اور ریاء وغیرہ کا بھی اسمیں قطعاً دخل نہ ہو ——— شریعت اسلامیہ میں اخلاص کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور صوفیائے کرام کے نزدیک اخلاص طریقت کا ایک اہم رکن ہے۔ اس سلسلے میں بزرگان دین کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں ؛

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حصول جنت کے لئے عبادت کرنا تاجروں کی عبادت ہے اور عذاب جہنم سے ڈرتے ہوئے بندگی کرنا غلاموں کی عبادت ہے اور دونوں سے ہٹ کر خدا کی رضا کے لئے عبادت کرنا محبوبانِ خدا کا طریقہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ایک ہزار نفل دن کو اور ایک ہزار رات کو ادا فرماتیں۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ" میں اس قدر عبادت اس لئے کرتی ہوں کہ قیامت کو جب تمام انبیاء اپنی اپنی امتیں لیکر حاضر ہوں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ادنیٰ امتیہ (رابعہ) کی عبادت کی مثال دیکر باقی انبیاء کے سامنے فخر فرمائیں۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ایک دن اُپنے حجرہ سے باہر تشریف لائیں تو آپ کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا جس میں آگ تھی اور دوسرے ہاتھ میں پیالہ تھا جو پانی سے بریز تھا۔ کسی نے پوچھا حضرت یہ کیا ؟ تو آپ نے فرمایا میں چاہتی ہوں کہ آگ سے جنت کو جلا دوں اور پانی سے جہنم کو بجھا دوں اگر یہ دونوں چیزیں نہ ہونگی تو لوگ رضائے مولا کیلئے شب بیداری کریں گے کیونکہ لوگ یا تو جنت کے لالچ کی خاطر عبادت کرتے ہیں یا جہنم کے ڈر سے ——— ایک بزرگ نماز پڑھکر یہ دعا مانگتے رہتے یا اللہ اگر میں نے تیری بندگی جنت حاصل کرنے کیلئے کی ہے تو مجھے جنت سے محروم کر، اور اگر میں نے عبادت عذاب جہنم سے ڈر کر کی ہے تو مجھے جہنم کے سپرد کرنا۔ میں نے تو صرف اور صرف تیری بندگی اسلئے کی ہے کہ تو راضی ہو جائے تو یا اللہ تو میرا بن جا۔

کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہمیں تھوڑی دیر مہلت دے تاکہ ہم تیرا بُلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں۔ اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنا بُرا کیا تھا۔ اور تم پر خوب کھل گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا۔ اور ہم نے تمہیں مثالیں دے دے کر بتا دیا۔" (ابراھیم)

اللہ تعالےٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

" اور کاش تم دیکھو جب مجرم اپنے رب کے حضور سر نیچے ڈالے ہوں گے۔ (اور کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سُنا۔ ہمیں پھر (دُنیا میں) بھیج کہ ہم نیک کام کریں۔ اب ہم کو یقین آ گیا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اُس کی ہدایت عطا کرتے مگر میری بات قرار پا چکی کہ میں جہنّم کو ضرور بھروں گا۔ اُن جنّوں اور آدمیوں سب سے پس اب تم بدلا چکھو اس بات کا کہ تُم اِس دن کی حاضری کو بھُولے ہوئے تھے۔ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اب ہمیشہ کا عذاب اپنے کئے کے بدلہ میں چکھو۔" (السجدہ)

نیز ارشاد ہوتا ہے " اور جنہوں نے کفر کیا اُن کے لئے جہنّم کی آگ ہے۔ نہ اُن کی قضا آئے کہ وہ مر جائیں اور نہ اُن پر اُس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے۔ ہم ہر بڑے ناشُکرے کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ اُس میں چلاّتے ہوں گے۔ (اور کہتے ہونگے) اے ہمارے ربّ ہمیں نکال کہ ہم (دُنیا میں جا کر) اچھے کام کریں اُس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔ (کہا جائے گا) اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جس نے سمجھنا تھا اور تمہارے پاس ڈر سنانے والا (رسول) آیا تھا تو اَب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں" (فاطر)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ " بے شک جنہوں نے کفر کیا اُن کو ندا دی جائے گی۔ کہ ضرور تم سے اللہ کی بیزاری اُس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو۔ جبکہ تم ایمان کی طرف بُلائے جاتے تھے تو تم کُفر کرتے تھے۔ (اس کے جواب میں کافر) کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دوبار مردہ کیا اور دوبار زندہ کیا۔ اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے

(اُن سے کہا جائے گا) یہ اس پر ہُوا کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے۔ اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم مان جاتے تھے: پس حکم اللہ بلندی بڑائی والے کے لئے ہے۔" (المؤمن)

ان پانچ آیات کریمہ پر غور کرنے سے بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ کفار دوزخ میں جاکر دوزخ سے نکلنے، دنیا میں لوٹنے اور یہاں آکر اچھے کام کرنے کی حسرت کریں گے۔ مگر اُن کی یہ دعائیں اور التجائیں کبھی پُوری نہ ہوں گی۔ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ عذاب جھیلتے رہیں گے۔ مگر

؎ اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

ہر عقلمند انسان کو دنیا کی چند روزہ زندگی میں ایمان اور نیک عمل کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسول کے احکام سے روگردانی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے ــــ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر رکھے۔ آمین۔

تعلیماتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از: مولانا ڈاکٹر سعید احمد صاحب اسحاق ساہیوال

ایمان اور اسلام | بہترین ایمان یہ ہے کہ لوگ تم سے امان میں رہیں۔ بہترین اسلام یہ ہے کہ لوگ تمہارے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔

معیارِ عظمت | جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی سب سے عظیم ہے۔

معیارِ شخصیت | انسان کی قدر و قیمت علم سے ہے۔

افضل جہاد | بہترین جہاد سلطانِ جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔

قربِ خدا | حشر کے دن اللہ کے نزدیک مقبول اور مقرب ترین بندہ عادل حاکم ہوگا جبکہ جابر حاکم انتہائی ملعون اور معتوب ہوگا۔

بخل | بخل سے بڑا کوئی مرض نہیں۔

بدترین شخص | لوگوں کی تذلیل کرنے والا سب سے بدترین شخص ہے۔

تحریر: سید محمد عبداللہ قادری

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی محمد. عرف حامد رضا اور خطاب حجۃ الاسلام تھا۔ امام احمد رضا[1] فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے بڑے صاحب زادے تھے۔ ۱۲۹۲ھ کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ درسیات کی تمام کتابیں والد ماجد سے پڑھیں. تفسیر بیضاوی کے درس میں اُپنے عہد کے لاثانی اور بے نظیر مدرس تھے ظاہری حسن و وجاہت کے ساتھ باطنی فضل و کمال کے بھی جامع تھے۔ فارسی زبان میں بھی کامل عبور تھا۔

تفسیر وحدیث کا درس خاص طور پر مشہور تھا، عربی میں منفرد حیثیت کے مالک تھے آپ اُپنے والد کی تمام خوبیوں کے جامع تھے تلامذہ، مریدین اور ناداروں کی دستگیری آپ کا شیوہ تھا۔ حضرت مخدوم شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۲۴ھ کے مرید و خلیفہ تھے، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت وخلافت تھی۔ مولانا شاہ ابراہیم رضا جیلانی میاں خلف اکبر حضرت مولانا حامد رضا خان ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء مولانا حشمت علی لکھنوی المتوفی ۱۳۸۰ھ مولانا حبیب الرحمٰن قادری مدظلہٗ، مولانا شاہ رفاقت حسین کانپوری آپ کے نامور خلفاء ہیں۔

۱۳۴۲ھ میں آپ زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے وہاں حضرت شیخ سید حسین دباغ اور سید محمد مالکی ترکی نے آپ کی قابلیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ ہم نے ہندوستان کے اطراف واکناف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح و بلیغ دوسرا نہیں دیکھا۔ اُپنی

---

[1] مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان حنفی قادری بریلوی قدس سرہٗ جو اعلیٰ حضرت اور امام اہل سنّت کے نام سے موسوم ہیں۔ اُب اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنوں اور غیروں میں محتاج تعارف نہیں اُب سب جان اور مان گئے ہیں کہ امام احمد رضا ایک بلند پایہ عالم دین، شیخ طریقت، ولی کامل، عبقری فقیہہ، عظیم محدث، مفسر قرآن، فقید المثال شاعر سب سے بڑھ کر عاشق رسولِ انام صلی اللہ علیہ وسلم اور چودھویں صدی کے مجدد برحق تھے۔ (قادری)

کیفیت وصال بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

" زبان ذکر صلوٰۃ وسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی۔ روح قرب وصال کے چھلکتے کیف وسرور کے جام سے محظوظ ہوگی۔"

آپ بہترین شاعر بھی تھے۔ حامدؔ تخلص فرماتے تھے۔

ے حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر بند آنکھیں لب پر میرے درود وسلام ہوگا

تصانیف

۱. مجموعہ فتاویٰ ۲. الصارم الربانی علی اسراف القادیانی
۳. ترجمہ الدولۃ المکیہ ۴. ترجمہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین
۵. نعتیہ دیوان ۶. حاشیہ ملا جلال

وفات

نماز کے دوران تشہد میں ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

(نوٹ) ماخوذ فقیہہ الاسلام، تالیف مولانا حسن رضا خاں مطبوعہ پٹنہ بہار ۱۹۸۱ء ص ۲۳۶، ۲۳۷

خواجۂ خواجگان تاجدارِ کشورِ طریقت آفتابِ تونسہ

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

جن کا ۵ جمادی الآخر کو تونسہ شریف میں عرس مبارک شروع ہو رہا ہے

تحریر: گدائے خواجگان چشت اہل بہشت محمد انور بابر چشتی سلیمانی لکی مروت (بنوں)

برصغیر میں تبلیغ اسلام، احیائے ملت، نفاذ شریعت، اور تزکیۂ قلوب نفس کے فریضہ کی سعادت مشائخ چشت اہل بہشت کے حصہ میں آئی اور یہ فریضہ انہوں نے ایسے مؤثر اور دلنشیں انداز میں انجام دیا جس کی نظیر پیش کرنا محال ہے۔

سلطان الہند، عطائے رسول خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے بعد برصغیر میں ایک عظیم روحانی انقلاب آیا۔ لاکھوں بے دین مشرف با اسلام ہوئے۔ اور ان گنت گمرہوں نے راہ نجات پائی۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد قطب المشائخ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، امام المشائخ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، محبِ نبی حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے دین حق کی ترویج اور سلسلۂ عالیہ کی تبلیغ میں کارہائے نمایاں انجام دئے۔ اور مشنِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو فروزاں رکھ کر نیابتِ رسالت کا حق ادا کیا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

حضرت قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ظاہری و باطنی خلافت شہبازِ طریقت آفتابِ سلسلہ عالیہ چشتیہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو ودیعت فرمائی۔ آپ نے تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں میں عظیم روحانی مرکز کی بنیاد رکھی۔ جہاں سے پنجاب، بلوچستان، ہندوستان، افغانستان اور دیگر ممالک کے لاکھوں

انسانوں نے ہدایت حاصل کی۔ آپ نے اپنی روحانی خانقاہ میں ایسے علماء وصوفیائے کرام تیار کئے جو ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور وہاں انہوں نے ایسے چراغ روشن کئے کہ ایک بار پھر مشائخ متقدمین کی یاد تازہ ہوگئی۔

خواجگانِ تونسوی

حضرت اعلیٰ خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال (۷، صفر ۱۲۶۷ھ) کے بعد آپ کے پوتے قطب الاقطاب حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔ آپ تقریباً نصف صدی تک رونقِ سجادہ رہے۔ آپ کے وصال (۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۱۹ھ) کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے قطبِ دوراں حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء) جانشین زیبِ سجادہ ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے فرزند ارجمند عارف کامل قطبِ مدار حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء) زینتِ سجادہ تونسوی ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے لختِ جگر قطب عالم حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳ شوال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۶۰ء) سجادۂ سلیمانی پر رونق افروز ہوئے۔

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

تاجدارِ کشورِ طریقت، نائبِ شہبازِ طریقت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی اور حضرتِ ذیشان راحتِ قلب وجان قطب دوراں حضرت خواجہ محمد حامد رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ (۲۶ فروری ۱۹۱۶ء) کو ہوئی تھی۔

سجادگی

آپ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ حافظ سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ۱۵ شوال ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۳ اپریل ۱۹۶۰ء کو مسندِ سلیمانی پر جلوہ گر ہوئے۔

تعلیم وخلافت

آپ نے مختلف علماء سے صرف ونحو، تصوف، منطق و فلسفہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کی روحانی تربیت آپ کے

والدِ گرامی ولیٔ کامل حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود کی ۔ اور آپ کو بیعت و خلافت سے بھی نوازا ۔

حلیہ مبارک

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس طرح پاکیزگیٔ باطن سے نوازا تھا ۔ اسی طرح ظاہری حسن و جمال ، شکل و شباہت اور رعب و دبدبہ بھی عطا فرمایا تھا ۔ ایک دفعہ دیکھنے والا آپ کے دیدار کا متمنی ہو جاتا ۔

؎ چہ حسنت آنکہ در یکدم رفت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار دگر بینم

آپ کے دیکھنے سے دل کو سکون ملتا تھا ۔ اور زبان پر اللہ کا نام جاری ہو جاتا تھا ۔ یہی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولی کی بیان فرمائی ہے کہ

" جسے دیکھنے سے خدا یاد آجائے ۔ وہ اللہ کا ولی ہے " (حدیث پاک)

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہو بہو تصویر تھے ۔ آپ کے خدو خال حضرتِ اعلیٰ سے مشابہت رکھتے تھے ۔

اخلاق

آپ نہایت اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے ۔ تقویٰ ، صبر ، شکر ، توکل ، تحمل ، عفو اور صدق کے اوصاف سے متصف تھے ۔ آپ حلیم الطبع ، عجز و انکسار کے پیکر ، حد سے زیادہ مہمان نواز اور سخی تھے ۔ ہر شخص خواہ آشنا ہو یا بیگانہ مرید ہو یا غیر مرید ، چھوٹا ہو یا بڑا ، مالدار ہو یا نادار سب سے محبت و شفقت سے ملتے تھے پیر بھائیوں کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ، خدام کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے ۔ کوئی آپکو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا یا آپ کی شان میں گستاخی کرتا تو آپ درگزر فرماتے ۔ علم و عمل زہد و تقویٰ ، عبادت و ریاضت یا خلافت و سجادگی پر کوئی ناز نہ تھا ۔ ہمیشہ عجز و انکساری کا اظہار کرتے ۔ زائرین کو ہاتھ نہیں باندھنے دیتے تھے ۔ جھک کر آنا پسند نہیں کرتے تھے ۔ گھٹنوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے تھے ۔ کوئی شخص قدم بوسی کرنا چاہتا تو روک دیتے بلکہ بعض دفعہ ناراض بھی ہوتے ۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ

عشق تھا۔ حج کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری دیتے تو مدینہ منورہ کی گلیوں میں ہاتھ باندھ کر چلتے روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے تو ہمیشہ قدموں کی طرف بیٹھتے۔ روضہ مبارک کی جالیوں کو ہاتھ نہ لگاتے فرماتے تھے کہ "میں جالیوں کے بوسے کو خلافِ شریعت نہیں سمجھتا بلکہ خلاف ادب ضرور سمجھتا ہوں"۔ تونسہ شریف میں آپ خدام کے سامنے مدینہ منورہ کا ذکر نہایت عقیدت سے کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ کی ہر چیز بہت پیاری اور قابل احترام ہے۔ غبار بھی اگر کپڑے کو لگ جائے تو جھاڑنے کی بجائے اسے اپنے منہ پر ملتے۔ جب کوئی آپ کے سامنے مدینہ شریف کے ایمان افروز واقعات کا ذکر کرتا آپ توجہ سے سماعت فرماتے اور فرطِ عقیدت سے آپ کی آنکھوں سے پانی کی طرح آنسو ٹپکنے لگتے۔ کئی بار فرمایا "جی چاہتا ہے صاحبزادہ عطاء اللہ (موجودہ سجادہ نشین اور آپ کے فرزند) کو سجادگی دیکر مدینہ طیبہ جا بسوں۔

حبِّ بزرگان دین

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جملہ بزرگان دین سے بے پناہ عقیدت تھی۔ اور ان کی خانقاہوں پر حاضری دینے تشریف لے جاتے تھے۔ اسی غرض سے آپ نے ہندوستان، افغانستان، ایران، عراق اور شام کے ممالک کا سفر کیا۔ چشت شریف، بغداد شریف، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ کی زیارت سے بارہا مشرف ہوئے۔ اندرون ملک بھی آپ پاکپتن شریف، مہار شریف، سیال شریف اور دیگر مزارات پر حاضری دیتے۔ بعض مزارات پر حاضری سے قبل اپنی داڑھی مبارک کے بال بڑھا لیتے اور اپنی ریش مبارک سے جاروب کشی کرتے۔ آپ آٹھ بار حج مبارک کی سعادت سے بھی فیض یاب ہوئے۔

کرامات

میرے مرشد و آقا خواجہ دلنواز حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت پابندیٔ شریعت ہے۔ اگر مجھ سے کوئی حضرت کی خاص کرامت پوچھے تو اسے میں صرف ایک جواب دوں گا کہ حضرت کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ پابندِ شریعت تھے اور خلافِ شرع کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ پھر بھی حضرت سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ صرف چند کرامات پر اکتفا کرتا ہوں:

(۱) حضرت خواجہ صاحب موصوف ایک دفعہ کسی کام کی غرض سے ڈیرہ غازی خاں تشریف

لے گئے۔ آپ نے رات کو تونسہ شریف واپسی کا پروگرام بنایا۔ ایک معتقد پولیس آفیسر (S.P.) نے آپ کو جانے سے روکا۔ اور عرض کی حضور! راستہ میں ڈاکوؤں کا خطرہ ہے۔ جب آپ نے زیادہ اصرار کیا تو ایس۔پی نے آپ کے ساتھ گارڈ بھیجنے کی درخواست کی جو آپ نے مسترد کر دی۔ جب حضرت کی گاڑی ڈیرہ غازیخان سے نکلی تو راستے میں ایک سنسان جگہ پر ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے آپ کی گاڑی کو گھیر لیا۔ آپ نے ڈرائیور سے فرمایا گاڑی روک کر گاڑی کے تمام دروازے کھول دے۔ چنانچہ ڈرائیور نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ ایک ڈاکو رائفل تھامے آپ کی طرف آیا۔ ڈاکو کی جوں ہی آپ پر نظر پڑی کانپنے لگا۔ اس نے رائفل آپ کے قدموں میں رکھ دی۔ ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی، نذر پیش کی اور سلام کر کے چلا گیا۔

(۲) ایک پیر بھائی عبدالمجید چشتی (مچن خیل) نے راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت خواجہ دلنواز رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ اسلم خان عیسک خیل کے دولت خانے پر تشریف لائے۔ آپ کے سامنے چائے سے بھری ہوئی ایک چائے دانی لائی گئی۔ آپ نے حکم دیا کہ باقی لوگوں کو بھی یہی چائے پلائی جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ بہت زیادہ تھے، اور چائے دانی چھوٹی تھی۔ لیکن ہم حیران رہ گئے کہ سب لوگوں نے چائے نوش فرمائی اور جب ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو چائے دانی میں ابھی کافی چائے موجود تھی۔

(۳) ایک دفعہ ایک مرید و معتقد ملک صاحب نے عرض کی کہ حضور۔ میری آرزو ہے۔ کہ جب میرا دم نکلے تو آپ کا رخِ انور میرے سامنے ہو۔ آپ نے اس کی بات کو ٹال دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ کار میں سفر کر رہے تھے۔ کہ ڈرائیور نے کہا کہ حضرت پیچھے ملک صاحب کے ٹرک کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ آپ نے کار واپس کروائی اور ملک صاحب کا زخمی خون آلود چہرہ ہاتھوں میں لیکر ان کی طرف دیکھا۔ عین اسی وقت ملک صاحب کی روح پرواز کر گئی، اور اس طرح ان کی آخری خواہش پوری ہو گئی۔

خلاصۂ ارشادات

(۱) کسی نے عرض کیا کہ حضرت۔ ڈاکٹروں نے آپکو آرام کا مشورہ دیا ہے۔ آرام کریں۔ فرمایا لوگ میلوں چل کر مجھے ملنے آتے ہیں شرم آتی ہے کہ میں اپنے آرام کی خاطر ملنے سے انکار کر دوں۔ آخر مجھ میں کیا خوبی ہے! میں تو

ایک کامل ولی اللہ کے آستانے کا جاروب کش ہوں۔ میں انہیں کیا دیتا ہوں۔ میں تو بس دعا کرتا ہوں۔ ان کے کام تو اللہ تعالےٰ کرتا ہے۔

(۲) فرمایا۔ باطن کو درست کرو ظاہر خود بخود درست ہو جائے گا۔ اس کے حصول کے لئے اتباع شریعت ضروری ہے۔

(۳) عورتوں کو عرس پر نہیں آنا چاہیئے کیونکہ وہ شریعت کے خلاف حرکات کرتی ہیں۔ اور پردہ کا خیال نہیں کرتیں۔ ننگے منہ پھرنے والی عورتوں کو کوئی ثواب نہیں ملتا۔

(۴) قبر کو یاد رکھو۔ دنیا بُری نہیں البتہ جو چیز اللہ سے غافل کرے وہ بُری ہے۔

(۵) دعا مانگا کرو۔ بندے کا کام دعا کرنا اور آقا کا کام عطا کرنا ہے۔

سیرت

آپ سیرت و کردار کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہر کام میں شریعت کو مدنظر رکھتے۔ آپ اپنے اعمال و افعال، گفتار و کردار اور نشست و برخاست میں عملی نمونہ پیش کرتے۔ مریدین کو نماز کی پابندی کی تلقین فرماتے اور جب بھی دعا کرتے یہی فرماتے "یا اللہ ہمیں سچا مسلمان بنا"

وصال مبارکؒ

آپ ۲۳ اپریل ۱۹۶۹ء کو فالج کے حملہ سے علیل ہوئے۔ اور بروز جمعہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲ مئی ۱۹۶۹ء کو وصال فرمایا۔ اور روضہ سلیمانی میں حضرت اعلیٰ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں اور اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ے ہم سے ہمارا پیرِ طریقت جُدا ہُوا
وہ پیکرِ لطافت و الفت جُدا ہُوا

آئینہ کمالِ شرافت جُدا ہُوا
انوؔر وہ پاسدارِ شریعت جُدا ہُوا

وہ پاک روح شاہِ سلیماں کے پاس ہے
جانِ بہار جانِ گلستاں پاس ہے

بحضور حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

از محمد انور بابر چشتی ۔ لکی مروت ۔ (بنوں)

تاجدارِ کشورِ اوجِ طریقت آپ ہیں
باکمال و پیکرِ حُسنِ شریعت آپ ہیں

آسمانِ چشتیہ کے ماہتابِ لازوال
مسندِ پیرِ پٹھاں کی شان و سطوت آپ ہیں

گمرہوں نے راہ پائی آپ کے فیضان سے
بے گماں اک مرکزِ رشد و ہدایت آپ ہیں

آپ کے دم سے ضیاء پاشی ہوئی انوار کی
نورِ وحدت مشعلِ قصرِ ولایت آپ ہیں

کیا بیاں خانِ محمد تونسوی کے وصف ہوں
پاک بازو پاک سیرت پاک طنیت آپ ہیں

آپ کے جلووں میں جلوے خواجۂ اجمیر کے
اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ بصیرت آپ ہیں

آنکھ کی ٹھنڈک سکوں دل کا ہے حُسنِ دلنواز
ہر حسین و خوبرو سے خوبصورت آپ ہیں

کیوں نہ ہو انور مرے خواجہ کا چرچا ہر جگہ
حضرت خواجہ سلیماں کی ذریت آپ ہیں

ؒ رحمۃ اللہ علیہ ؓ رضی اللہ عنہ

روایت: محترم علی بہادر صاحب
ترتیب: قاسم رضوی

سیرت و کردار

حضرت میاں صوفی احمد دین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آزمائش و ابتلاء کے میدان میں

یہ ۲۸ جنوری کی دلکش اور حسین صبح تھی۔ مجھے ایک ضروری کام کے لئے ہڑپہ شہر میں بابا نیاز احمد تونسوی سے ملنے کے لئے ان کی دوکان " بابا بیکری سٹور " پر جانا تھا مگر بیکری کی دوکان کی طرف مڑنے کی بجائے اپنے خیالات میں گم سیدھا بڑھتا چلا گیا۔ آخر ایک دوکان سے آواز آئی " مولوی صاحب کیسے آنا ہوا ؟ " یہ آواز محترم علی بہادر کی تھی۔ موصوف طالب علمی کے زمانہ ہی سے وقت کے شیخ کامل حضرت میاں صوفی احمد دین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ شفقت میں رہے۔ اور حضرت باباجی کی بھی خصوصی شفقتیں ان کے شامل حال رہیں۔ علی بہادر صاحب شہر کے غربی جانب ایک چھوٹی سی دوکان میں براجمان تھے۔ سلام عرض کرنے کے بعد راقم الحروف نے ان سے مصافحہ کیا۔ اور انہوں نے کمال محبت سے اپنے پاس بٹھایا۔ باتوں باتوں میں علی بہادر صاحب نے بتایا کہ یہی وہ دوکان ہے جس میں کبھی حضور باباجی علیہ الرحمۃ نے قیام فرمایا تھا۔ میں نے عقیدتاً اس مبارک دوکان کے در و بام کو دیکھنا شروع کیا اور دیکھتا چلا گیا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا گویا میں جنت میں پہنچ گیا ہوں۔ میں یہ بات کسی عقیدت کی بنا پر نہیں حقیقت کی بنا پہ کہہ رہا ہوں کہ جس مقام کو کسی اللہ والے کے ساتھ نسبت ہو جائے تو اسے جنت کی رعنائیاں بھی جھک کر سلام کرتی ہیں۔ آنسو ہیں کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ بار بار رومال سے آنسو پونچھ رہا ہوں مگر تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں پھر پرنم ہو جاتی ہیں تاہم علی بہادر صاحب کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں اندر ہی اندر حضور باباجی کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے ان سے دریافت کیا کہ کچھ تذکرہ حضور باباجی علیہ الرحمۃ کا ہو جائے۔ علی بہادر صاحب نے حضور باباجی علیہ الرحمۃ کی کتاب زندگی کے چند اوراق یوں الٹے کہ :

" جب حضرت میاں صوفی احمد دین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کامل کی نگاہ کیمیا اثر

سے سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد جذب و بے خودی کی منزل میں قدم رکھا تو شیخ نے حکم دیا کہ جاؤ اور میری گائیں چراؤ۔ شیخ کا حکم پاتے ہی اپنے شیخ کامل کی گائیں ہانکیں اور ہڑپہ کے نواحی علاقوں خصوصاً چک نمبر ۴ بھولووالا کے اردگرد غیر آباد زمینوں پر گائیں چرانے میں مشغول ہو گئے۔ اب دن رات یہی مشغلہ تھا۔ آگے آگے گائیں ہوتیں اور پیچھے پیچھے حضور بابا جی ڈنڈا ہاتھ میں لئے دل میں تصور شیخ جمائے اپنے کام میں مگن ہوتے۔ اسی شغل میں پانچ برس بیت گئے۔ اس عرصہ میں اگر کہیں سے کچھ مل جاتا تو روزی ورنہ روزہ۔

ایک دن لسی اور دال کو جی چاہا چنانچہ نفس کے اس مطالبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے چک نمبر ۴ پہنچے۔ ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنے دل کی کیفیت بیان کی۔ صاحب خانہ کی طرف سے دال اور لسی ملنے کی بجائے خوب ڈانٹ ڈپٹ ملی۔ آپ الٹے پاؤں واپس آگئے اور نفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ظالم پی لسی اور کھا دال۔ اس بات کا مرشد برحق کو علم ہوا تو آپ کو دربار عالیہ میں طلب فرمایا۔ اور کہا بیٹا احمو! دال اور لسی کی طلب تھی تو میرے ہاں چلے آتے یہ تمہارا اپنا ہی گھر تھا۔ بابا جی حضور خاموش رہے۔ حکم ہوا کہ اب کمیر کے قریب چک نمبر ۱۲ میں حضرت عبدالباقی علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار پر حاضری دو۔ درگاہوں پر ایسی حاضریاں نفس کشی کے لئے ہوتی ہیں چنانچہ پیر کامل کا حکم پاتے ہی فوراً دربار عبدالباقی علیہ الرحمۃ پر حاضری دی۔ یہاں بھی ایک امتحان سے گزرنا پڑا۔ جذب و مستی کا عالم تھا۔ نواحی گاؤں بنگالی میں جا کر گھر گھر صدا لگاتے جو کچھ ملتا خود بھی کھاتے اور بال بچوں کو بھی لا کر کھلاتے۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ اسی گاؤں کی خوبرو عورت بی بی رانی پر فریفتہ ہو گئے۔ علی بہادر صاحب کا بیان ہے کہ حضور بابا جی خود فرماتے ہیں کہ " میں روزانہ بی بی رانی کے گھر خیرات کے بہانے اسے دیکھنے کے لئے جاتا۔ ایک دن میں نے صدا لگائی۔ بی بی رانی خیرات لے کر باہر آئی۔ کہ تصور شیخ نے یاوری کی، میرے دل میں ایک ایسا انقلاب آیا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ بی بی رانی روٹی لئے میرے پیچھے پیچھے اور میں آگے آگے بھاگا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں غلام بھاکھری کے ہاں مقیم ہو گیا، اب معاملہ برعکس تھا۔ پہلے حضور بابا جی روزانہ بی بی رانی کو دیکھنے جاتے اب بی بی رانی روزانہ حضور بابا جی کی زیارت کے لئے کمیر جاتی۔ کچھ لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے افواہ اڑا دی کہ معاذ اللہ سائیں بابا کے بی بی رانی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ بھئی ایسی بات نہیں مگر معترضین ماننے والے کب تھے۔ بالآخر حضور بابا جی نے ان سے فرمایا کہ ایک مرغ اور بلے کا انتظام کیا جائے۔ حسب ارشاد انتظام کر دیا گیا۔ آپ نے مرغ اور بلے کو ایک ڈربے میں بند کر کے اسے مقفل کر دیا۔ اگلے دن معترضین نے اپنے ہاتھوں سے ڈربے کا تالا کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مرغ اور بلا نکل کر صحیح سلامت ڈربے سے باہر آ گئے۔ فرمایا اگر مرغ اور بلا ایک دوسرے کے دشمن ہونے کے باوجود اکٹھے رہ سکتے ہیں تو جسے میں اپنی بہن یا بیٹی سمجھتا ہوں وہ میرے پاس آتی ہے تو اعتراض کیوں۔ معترضین اپنا سامنہ لے کر رہ گئے

بہرحال جب آپ کے شیخ کامل کو اس واقعہ کا علم ہوا تو پھر دربار عالی میں طلب فرما کر خوب ڈانٹ ڈپٹ پلائی۔ دراصل ایسی ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت نفس کی اصلاح کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ حضور داتا صاحب فرماتے ہیں کہ "مشائخ طریقت کے ایک گروہ نے راہِ ملامت کو پسند بھی کیا ہے اور انہوں نے ملامت کے طریقہ کو خلوص و محبت میں مؤثر عظیم مانا ہے۔ خصوصاً پیشوایان امت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو امام و پیشوا اہل حق تھے۔ اور ان سے بلند وہ پیش رو محبان تھے اس وقت تک نیک نام رہے جب تک دلیل حق کا ظہور اور وحی آتی رہی مگر جب لباس عشق و محبت پہنایا گیا تو لوگوں کی طرف سے ان کے حق میں زبان دراز ہو گئی۔ بعض نے کہا جادوگر ہیں، کاہن ہیں، کسی جماعت نے کہا شاعر ہیں، کسی نے کہا مجنون ہیں، کوئی کہنے لگا کاذب ہیں اور مثل اس کے بہت سی بدگمانی کی گئی مگر اللہ نے ان کی تعریف میں فرمایا

لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

یعنی وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کرتے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جب چاہے عطا کرے اور اللہ بڑا وسیع العلم ہے۔

اور سنّت الٰہیہ بھی یہی ہے کہ جو اسے یاد کرے اس کے ذکر کو سنائے عالم اس کی ملامت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اندرونی رازِ مخفی کی نگہداشت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ درحقیقت غیرت الٰہیہ ہے کہ اپنے محبوبوں کو غیروں کے دیکھنے سے بچا لیتا ہے تاکہ کوئی آنکھ ان کے جمال باطنی پر نہ پڑے اور ان کی حقیقتِ حسن کو ان سے بھی مخفی فرما دیتا ہے تاکہ وہ اپنا جمال

یا کمال دیکھ کر مغرور نہ ہو جائیں اور آفت عجب و تکبر میں نہ پڑیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے عوام کو ان پر چھوڑا ہے تاکہ وہ ان پر زبانِ ملامت دراز کرتے رہیں اور نفس لوام ان کے اندر مرکب کیا ہے تاکہ انہیں ان کی کوتاہی پر ملامت کرتا رہے اور کسی فروگذاشت ہو جانے پر وہ اپنے پر ملامت کریں بلکہ اگر نیکی بھی کریں تو اس کے کم ہونے پر ملامت کریں اور یہ راہ مولا میں بڑی مضبوط جڑ ہے۔"

(کشف المحجوب ص ۱۵۷، ۱۵۸)

وقت کافی گزر چکا تھا بالآخر محترم علی بہادر سے الوداعی سلام کر کے رخصت ہوا، راستے میں سوچ رہا تھا کہ یہ حضور بابا جی علیہ الرحمۃ کی زندہ کرامت تھی جو مجھے بابا بیکری کی دوکان کی طرف مڑنے کی بجائے سید صاحب کشاں کشاں علی بہادر صاحب کی دوکان پر لے گئی تھی۔

○

(جاری ہے)

از : حضرت پیر طریقت صوفی عبدالستار چشتی نظامی مدظلہ'

ایمان کامل

گزشتہ اوراق میں محبت الٰہی کا تذکرہ ہوا۔ اب ایمان کامل کے بارہ میں روشنی ڈالی جائے گی جو ایمانی کیفیت کی اصل اور بنیاد ہے۔ "ایمان کامل کی تشریح کرتے ہوئے حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ـــــ "جس شخص کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور یقین جم جاتا ہے وہ قیامت کے سارے معاملات جن کی خبر حق تعالےٰ نے دی ہے، قلب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے جنت و دوزخ کو اور جو کچھ راحتیں اور تکلیفیں ان میں ہیں سب کو۔ وہ حور کو اور اس فرشتہ کو جو اس پر تعینات ہے دیکھتا ہے، وہ دنیا کے زوال اور اہل دنیا کی دولت و حکومت کے انقلاب کو دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے تمام چیزوں کو جیسی کہ حقیقت میں ہیں۔ وہ دیکھتا ہے مخلوق کو گویا وہ قبروں کے مدفون مردے ہیں جو چل پھر رہے ہیں۔ جب اس کا قبروں پر گزر ہوتا ہے تو اسے وہ عذاب و ثواب جو اس کے اندر ہو رہا ہے، محسوس ہوتا ہے، وہ دیکھتا ہے قیامت کو اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے یعنی خدا کے سامنے حاضری اور مخلوق کا ایک جگہ ٹھہرنا وغیرہ وغیرہ"ـــــ (فیوض یزدانی (اردو ترجمہ) الفتح الربانی صہ۲۲۷)

ایک حدیث پاک میں "ایمان کامل" کی شرح یوں بیان فرمائی گئی۔

"مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَالْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ" (مشکوٰۃ المصابیح)

"یعنی جس شخص کا حال یہ ہو کہ وہ اللہ ہی کے لئے محبت کرے اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھے اللہ ہی کے لئے کسی کو کچھ دے اور کسی کو کچھ دینے سے اللہ ہی کی رضا کے لئے ہاتھ روکے تو اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔"ـــــ گویا مومن کامل کا ہر عمل اللہ کی رضا کے لئے ہوتا ہے

یہ تمام ایمانی کیفیات صحابہ کرام کو حاصل تھیں جن کی وجہ سے صحابہ کرام دنیا کے معاملہ میں سب سے زیادہ زاہد، آخرت کے سب سے زیادہ شائق، اس کے یقین میں سب سے زیادہ سرشار اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری اور شہادت فی سبیل اللہ کے مشتاق تھے۔ صحابہ کرام کے بعد انہی ایمانی کیفیات کو پیدا کرنے کے لئے صوفیاء کرام نے اذکار و اشغال کی تلقین فرمائی۔

(جاری ہے)

تعلیماتِ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب کنندہ: الطاف حسین صاحب آفیسر یو. بی. ایل ساہیوال

* فرمایا۔ دین کی حفاظت علم کے ساتھ کرو۔
* عدل و انصاف میں عزت و حشمت ہے۔
* جو درویش مالدار ہونا چاہتا ہے وہ صرف حریص ہے۔
* علماء اشرف الناس ہیں اور فقراء اشرف الاشرف ہیں۔
* درویش علماء میں ایسا ہے جیسے آسمان پر ستاروں میں چودھویں کا چاند۔
* رذیل ترین آدمی وہ ہے جو ہر وقت کھانے اور کپڑوں میں مشغول رہے۔
* نفس کی خواہش پوری نہ کر ورنہ اس کی طمع بڑھ جائے گی۔
* جاہ و مال کے لئے جان کا خطرہ مول نہ لے۔
* موت کو کسی وقت مت بھول۔
* قیاس پر بات مت کہو۔
* اُپنے آپ کو حُبِ جاہ میں بے عزت نہ کر۔
* اُپنی خاندانی عزت کا خیال رکھ۔
* نیکی کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈ۔
* متکبّر آدمی کے سب لوگ دشمن ہو جاتے ہیں۔
* اُپنی اندرونی حالت کو ظاہری حالت سے اچھا رکھ۔
* دولت مندوں کے پاس بیٹھے تو اُپنے دین کو نہ بھول۔
* وقت کا کوئی بدل نہیں۔
* ہنر ذلت سے بھی حاصل کر۔
* دُشمن کی دُشمنی اُس سے مشورہ کرنے میں ٹوٹ جاتی ہے۔
* کوئی مصیبت جب خدا کی طرف سے آئے گی تو اُس سے بھاگ کر کہاں جائے گا۔

سوال آپ کا۔ جواب ہمارا

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ابوالظفر منظور احمد صاحب مدظلہ،
آپ کے سوالوں کے جوابات کتاب وسنّت کی روشنی میں دیتے ہیں
آپ اپنے سوالات دفتر المعین مسجد مہاجرین چک ۵/۱۱۔ ایل براستہ ہڑپہ ساہیوال کے پتہ پر ارسال کریں (ادارہ)

س: اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام جو آج کل رائج ہو گیا ہے کیا جائز ہے؟

(ڈاکٹر محمد رمضان ڈہرکی ضلع سکھر)

ج: بلاشک وشبہ جائز ہے کہ قرآن حکیم پارہ ۲۲ سورۃ احزاب کا ارشاد یا یھا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو تسلیما بلا قید ہے۔ اور اذان سے قبل کی ممانعت کہیں مروی نہیں۔ واللہ اعلم

س: خدا کے سوا کسی کو پکارنا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو کس خیال سے پکارنا چاہیئے۔ قرآن وحدیث اور معتبر کتب کے احکام وارشادات کی روشنی میں جواب دیں؟ (سید محمد سرور سیالکوٹ کینٹ)

ج: جائز ہے۔ استمداد کی نیت سے۔ کیونکہ علاوہ ازیں تو اس میں کسی کو اعتراض نہیں قرآن حکیم پارہ ۳ رکوع ۱۳ سورۃ آل عمران ۵۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پکارے من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ۔ تفسیر کبیر میں آیت " واذ قال ربك للملئكة " کی تفسیر میں ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو آدمی جنگل میں پھنس جائے تو کہے اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللہِ یَرْحَمکم اللہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اور تم پر رحم فرمائے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ جد لی بجودك وارضنی برضاك اے موجودات سے اکرم اور نعمت الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجئے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی فرمائیے۔

مولانا قاسم نانوتوی عرض کرتے ہیں ؎ مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

ایسے حوالہ جات جن میں غیر اللہ کو پکارا گیا ہے جمع کئے جائیں تو دفتر درکار ہے۔ واللہ اعلم

س: ہمارے شہر ڈہرکی کے ایک محلہ میں ایک پیر صاحب آیا کرتے ہیں جو کہ لوگوں سے پیسے وغیرہ بٹورا کرتے ہیں کیا ایسے پیر کی بیعت جائز ہے اور اس بارہ میں کیا حکم ہے! (محمد سعید انجم ڈہرکی ضلع سکھر)

(بقیہ ص ۳۸ پر)

تندرستی ہزار نعمت ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو محض اور محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور یہ عبادت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک صحت حاصل نہ ہو۔ صحت کا حصول اس پر منحصر ہے کہ انسان اپنی جسمانی صحت کا پوری طرح خیال رکھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ زندگی ایسی گزاری جائے جیسی زندگی حضور علیہ السلام نے گزاری یا بہتر اور خوشگوار زندگی گزارنے کے وہ اصول اپنائے جائیں جن کے بارہ میں حضور علیہ السلام نے انسان کو ہدایات فرمائیں۔

طبِ نبوی کا تعلق وحی الٰہی سے ہے اس لئے جو شخص طب نبوی کے ذریعہ اپنے جسم کا علاج کرنا چاہتا ہے تو اس شخص کو چاہیئے کہ پہلے وہ اپنے دل میں طبِ نبوی کے بارہ میں اعتقاد و یقین کو مستحکم کرے ورنہ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ دوا کرنا سنّت اور ضروری ہے۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اگر ہم بیماریوں میں دوا کر لیا کریں تو کچھ گناہ تو نہیں، فرمایا، دوا کیا کرو اے اللہ کے بندو! اس لئے کہ اللہ نے جتنی بیماریاں پیدا کی ہیں ساتھ ہی ان کی دوا بھی پیدا کی ہے مگر مرضِ موت اس سے مستثنیٰ ہے معلوم ہوا کہ دوا بھی کرنا چاہیئے ـــــ انشاء اللہ ہر ماہ "طبِ نبوی" کے تحت ہر بیماری کا علاج پیش کیا جاتا رہے گا تاکہ لوگ اپنا زیادہ تر وقت اور سرمایہ ڈاکٹروں کے پاس جا کر ضائع نہ کریں۔ نیز دوا کے ساتھ روحانی علاج بھی ساتھ ساتھ بیان ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مبارک کلام میں بھی اثر ہوتا ہے۔ مگر افسوس اس مادی دنیا میں روحانی علاج کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی بلکہ اکثر لوگ تو روحانی علاج کے قائل ہی نہیں اور یہ پرلے درجے کی جہالت اور حماقت ہے اس لئے کہ وہ بدکلامی اور اچھی بات کی تاثیر کا تو قائل ہو اور اسمائے الٰہی اور کلام اللہ کی تاثیر کا قائل نہ ہو۔ انشاء اللہ آئندہ محفل میں کھانے پینے کے آداب کے بارہ میں گفتگو ہوگی اور اس سلسلہ میں ہونے والی بے احتیاطی کا مؤثر علاج پیش کیا جائے گا۔

(جاری ہے)

مولانا قمر یزدانی

شرحِ کتابِ حکمت و عرفاں ہے "المعین"
علم و عمل کی شمعِ فروزاں ہے "المعین"

یہ آفتابِ چشت کا فیضاں ہے "المعین"
چرخِ ادب کا ماہِ درخشاں ہے "المعین"

رونق فزائے محفلِ اہلِ نظر ہے یہ
افسانۂ خلوص کا عنواں ہے "المعین"

حاصل ہے اس سے راحتِ قلب و نگاہِ شوق
اور انبساطِ روح کا ساماں ہے "المعین"

اس کے مدیر قاسم رضوی ہیں بالیقیں
اہلِ خلوص و عشق کا ارماں ہے "المعین"
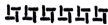
اللہ کرے کہ تا ابد جاری رہے قمرؔ!
خلاقِ دو جہان کا احساں ہے "المعین"

(آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم)

نمک پارے
راز داں کے قلم سے

رنگی کو نارنگی اور چلتی کو گاڑی کہنا الٹی باتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے کی یہ زیادتی ہے کہ جیتنے والے کو ہار پہنائے جاتے ہیں حالانکہ ہار کے لائق وہ ہونا چاہیئے جس کے مقدر میں "ہار" ہو — خیر یہ تو تھیں پرانی الٹی باتیں — ذرا کچھ دورِ جدید کی الٹی باتیں ملاحظہ فرمائیں

ایک بس میں یہ شعر لکھا ہوا تھا ؎ سگریٹ پینے لگا تیری یاد بھلانے کے لئے
دھواں نکلا تو تیری تصویر بن گئی

ساتھ ہی لکھا تھا سگریٹ پینا منع ہے — ایک اور بس میں سیٹ کے قریب لکھا ہوا تھا "لیڈیز سیٹ" (تاکہ مرد بچ بچا کر رہیں) لیکن ساتھ ہی یہ شعر درج تھا

؎ نہ تجھ سے غرض ہے نہ صورت سے تیری ÷ مصور کے ہم تو قلم دیکھتے ہیں

بعض بسوں میں لکھا ہوتا ہے خواتین کا احترام کریں لیکن ساتھ اس قسم کے اشعار بھی ہوتے ہیں

؎ کنول چہرہ گھٹا زلفیں نگاہ ناز تو دیکھو ÷ کسی کا دل نہ کچلا جائے ایسی بے نیازی میں

اسی طرح ایک بس میں یہ شعر لکھا تھا:

؎ شام ہوتی ہے چراغوں کو بجھا دیتا ہوں ÷ دل ہی کافی ہے تیری یاد میں جلنے کیلئے

حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ہر بس والا غروب آفتاب کے بعد بتیاں جلا دیتا ہے جو نہ جلائے اس کا چالان کر دیا جاتا ہے۔ کیا یہ سب الٹی باتیں نہیں۔ تعجب ہے کہ ایسی بسوں والے اقراری مجرم ہونے کے باوجود قابل چالان کیوں نہیں سمجھے جاتے — فلم بین طبقہ مدت سے مولوی کے خلاف بک رہا ہے کہ فلمیں سبق آموز اور عبرتناک ہوتی ہیں۔ مولوی خواہ مخواہ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات یقیناً درست ہے کہ کوئی شخص فلم دیکھ کر نہ تو نمازی و نیک بنتا ہے اور نہ ہی سنتِ رسول داڑھی رکھنے پر آمادہ ہوتا ہے نہ ہی کوئی بے پردہ عورت فلم دیکھ کر پردے کی پابند ہوتی ہے لہٰذا "مولوی" کا کہنا درست ہے۔ اب تو اہلِ فلم حضرات نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ فلمیں صرف نیکیاں سکھاتی ہی نہیں بلکہ نیکیوں کا لطف بھی فلمیں دیکھ کر ہی آتا ہے۔ فلموں کے

اشتہارات پر شائع ہونے والے اشعار ذرا ملاحظہ فرمائیں :

؎ سرگی روزہ دنیں ڈیوٹی تے افطاری شام ٭ رات تراویح پڑھکے آؤ دیکھو "چن وریام"

؎ روزہ گزرے اعلیٰ صاحب ٭ جو بھی دیکھے سالا صاحب

؎ روزہ نہ رکھنا بہت بڑا گناہ ہے ٭ فلم چن وریام نہ دیکھنا بہت بڑی مایوسی ہے

(استغفراللہ)

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ جون ۸۲ ۱۹ء)

میں یہ صرف یہی کہہ سکتا ہوں ؎

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ٭ خصوصاً آج کی الٹی وبا سے

کچھ عرصہ قبل سیارہ ڈائجسٹ لاہور میں لکھا ہوا تھا کہ لوگوں کا پاؤں سے چلنا اور سر کے بل کھڑا ہونے کی کوشش کرنا غلط ہے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ سر کے بل چلیں یعنی دماغ سے سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں یعنی خود اعتمادی پیدا کریں

ایک ہندو "مہتاب رائے" کا کہنا ہے ع ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

لطف کی بات یہ ہے کہ ہم — بات — اور یار کو الٹا پڑھیں تو شاعر کا نام مہتاب رائے بن جاتا ہے۔ سچ ہے ع ہماری ہر ادا الٹی سلام الٹا کلام الٹا

○

بقیہ سوال آپ کا جواب ہمارا

ج : پیر کے لئے شریعت مطہرہ کا عالم باعمل ہونا لازمی ہے۔ لوگ اگر نذرانہ کے طور پر اس کی خدمت کرتے ہیں تو حرج نہیں اور نہ یہ بیعت کے لئے مانع ہے۔ ہاں اگر دھوکے سے لوگوں سے پیسے بٹورتا ہے تو وہ پیر نہیں۔ اور نہ ہی اس کی بیعت کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

○

ضروری اعلان : ٭ اگر کسی کو انگریزی مہینے کی دس تاریخ تک پرچہ نہ ملے تو خط لکھ کر دوبارہ منگوالیں۔ ٭ جلد جواب کیلئے جوابی لفافہ کا آنا ضروری ہے۔ (ادارہ)

خبر نامہ

سلام اُس پر کہ جس کی یاد سے سیری نہیں ہوتی

محمدی شریف (رپورٹ محمد اظہر عمر) گزشتہ دنوں انجمن فدایان رسول کے زیر اہتمام مختلف دس مقامات پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز اجتماعات منعقد ہوئے۔ جن میں عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تمام مقامات پر اراکین انجمن نے ہر جلسہ کو خوبصورتی سے سجایا۔ تمام مناظر دیدنی تھے۔ ہر جگہ جھنڈیوں کے جھرمٹ میں قمقموں کی پیچ و تاب عجب بہار دکھا رہی تھی۔ نیز تمام مقامات پر دینی لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔ ان تمام تقاریب کی روح رواں حضرت صاحبزادہ علامہ محمد امین سیالوی تھے جن کی پُر اثر تقاریر نے اجتماعات کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور ان کی تقریروں کے دوران نعرہ ہائے تکبیر و رسالت پوری عظمت کے ساتھ گونجتے رہے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کی خصوصیت ہے کہ وہ جہاں بھی بیان فرماتے ہیں وہاں ایک کیف و مستی کی فضا قائم ہو جاتی ہے ہر جگہ لنگر کا وسیع انتظام رہا۔ اور ہر جلسہ کا اختتام صلوٰۃ و سلام پر ہوا۔ اور ملک و ملت کے استحکام کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

گورنمنٹ ہائی سکول چک ۵/۱۱۔ ایل

گزشتہ روز گورنمنٹ ہائی سکول چک ۵/۱۱۔ ایل میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت سکول کے ہیڈ ماسٹر محترم سید مظہر علی شاہ صاحب فرمائی جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض صوفی محمد اشرف صاحب نے سرانجام دیئے۔ یہ تقریب سکول کے عین سامنے ایک لان میں منعقد ہوئی جس کو جھنڈیوں سے خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا۔ یہ سب کچھ میاں عبدالرزاق صاحب ٹیچر سکول ہٰذا اور معلم تعلیم جسمانی جناب ثناء اللہ صاحب چیمہ کی کاوش، محنت اور خلوص کا نتیجہ تھا تقریب کی کاروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ طلباء نے سیرت النبی کے موضوع پر اردو انگریزی میں تقاریر کیں جبکہ حسن قرأت نعت خوانی کا بھی طلباء کے مابین انعامی مقابلہ ہوا۔ سب سے پہلے حسن قرأت میں متعدد طلباء نے حصہ لیا۔ جس میں عبدالرحمٰن جماعت ہفتم اول اور فاروق احمد جماعت ششم دوم آئے۔ اسی طرح نعت خوانی میں فاروق احمد جماعت ششم اول،

نوازبخش علی جماعت دہم دوم اور محمد خالد جماعت نہم سوم آئے۔ اب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر حصہ پرائمری، مڈل، ہائی کے متعدد طلباء نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے اس بات پر خصوصی طور پر زور دیا کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دین و دنیا کی نجات اسی میں ہے ـــــ آخر میں منصفین کے اعلان کے مطابق اردو تقاریر میں مظفر محمود جماعت دہم اوّل، امتیاز احمد جماعت دہم دوم اور شاہ نواز جماعت نہم سوم آئے جبکہ انگلش تقاریر میں جاوید اقبال اوّل اور محبوب احمد دوم آئے۔ حصہ مڈل میں جن طلباء کو اوّل، دوم اور سوم قرار دیا ان میں بالترتیب ارشد فاروق (ہفتم)، مرزا طارق محمود (ہفتم) اور خالد محمود مرزا قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح حصہ پرائمری کے طلباء میں محمد سعید احمد (پنجم) کو اوّل، محمد علی شاہد جماعت دوم کو دوم اور تبارک حسین جماعت دوم کو سوم قرار دیا گیا ـــــ بعدازاں ہیڈ ماسٹر صاحب نے اپنے دست مبارک سے اوّل، دوم، سوم آنے والے بچوں کو بالترتیب دس روپے، سات روپے اور پانچ روپے کے نقد انعامات دیئے۔ تقریب کے اختتام سے قبل سکول کے ہیڈ ماسٹر محترم جناب سید مظہر علی شاہ صاحب مدظلہ نے اپنی صدارتی تقریر میں طلبا پر زور دیا کہ وہ اپنی زندگیاں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کے مطابق بسر کریں تاکہ بڑے ہو کر جب آپ کسی عہدہ و منصب پر فائز ہوں تو ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے ملک و ملت کی خدمت کر سکیں ـــــ اس سے قبل سکول کے محترم استاد جناب چوہدری عبدالغنی صاحب ایس ایس ٹی نے سیرت النبی کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ آج کی سسکتی ہوئی انسانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کے سایہ میں رہ کر ہی سکون حاصل کر سکتی ہے۔ بالآخر دعائے خیر کے بعد یہ مقدس اور مبارک تقریب ختم ہو گئی۔

(رپورٹ محمد صدیق جماعت دہم)

ضروری اعلانات

سمہ سٹہ (رپورٹ اسد فیضی چوہدری) بچوں کی علمی و ادبی تنظیم سنی چلڈرن رائٹرز کے زیر اہتمام تاجدار حرم پبلی کیشنز کے تعاون سے مسلک اہل سنت پاک و ہند کے رائٹرز کے مکمل تعارف پر مبنی ایک ڈائریکٹری شائع کی جا رہی ہے اس سلسلہ میں مسلک اہلسنت کے تمام اشاعتی اداروں سے تعاون کی اپیل ہے۔ تفصیلات کیلئے جوابی لفافہ کے ہمراہ دفتر سنی چلڈرن رائٹرز ۲۷/بی ریلوے کالونی سمہ سٹہ سے رجوع کریں